۲۹

سیاست کو چھوڑ کر تم دین میں لگ جاؤ

(فرمودہ ۳-جولائی ۱۹۱۴ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:-

وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآىِٕهَا وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ وَ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ [۱]-

اس کے بعد فرمایا:-

جب کوئی قوم مدت تک ماتحت اور غلام رہتی ہے تو اس کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں اور پھر ضرورت ہوتی ہے اس بات کی کہ ان کو آزاد رکھا جائے- تب اس قوم کی حالت درست ہوتی ہے- بنی اسرائیل مدت تک فرعون کی جابر حکومت کے ماتحت رہے اور ان کے قویٰ حکومت اس سے بہت بگڑ گئے- اور ان کی اخلاقی حالت بالکل گر گئی- اور ان میں حکومت کا مادہ بالکل نہ رہا- ان میں لڑائی کرنے کی قابلیت اور جرأت بالکل نہ رہی تھی- جیسے قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت موسیٰ کو کہہ دیا- اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ [۲]-

ان وجوہات سے اللہ تعالیٰ نے ان کو جنگل میں رکھا تاکہ ان کے اخلاق سُدھر جائیں- یہ

اللہ تعالیٰ نے ان کی آزادی کیلئے سامان پیدا کردیا۔ تاکہ وہ اپنے پرانے خیالات بھول کر حکومت کرنے کیلئے تیار ہوجائیں لیکن انہوں نے ایسی راہ اختیار کی جس کی وجہ سے ان سے وہ نعمتیں چھن گئیں اور ان پر عذاب آیا۔ اس آیت میں بیان کیا ہے کہ جو کچھ ان کو اللہ تعالیٰ نے دیا ان کو اس پر صبر نہ آیااورانہوں نے موسیٰ کو کہہ دیا کہ لَنۡ نَّصۡبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ۔ ہم ایک کھانے پر صبر نہیں کرسکتے۔ موسیٰ ہمیں کسی ایسی جگہ لے چلوجہاں سے ہمیں گیہوں' ساگ اور ککڑیاں اور مسور اور پیاز لہسن وغیرہ مل سکیں۔ تاکہ ہم انہیں کھائیں۔ ان کی اس سوال سے یہ مراد تھی کہ ہمیں کسی شہر میں لے چلو جہاں ہمیں یہ چیزیں میسّر ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ کا منشاء چونکہ ان کو حکومت دینے کا تھا مگر وہ چونکہ گند سے بھرے ہوئے تھے ۔اور تباہ ہونے والے تھے۔ اس لئے انہوں نے کہا۔ موسیٰ ہمیں کسی شہر میں لے چلو۔ جہاں یہ چیزیں کھانے کو مل سکیں۔ یہاں جنگل میں کیا رکھا ہے۔ جنگل کی چیزوں پر ہم بسر نہیں کرسکتے۔ یہاں تو یہی ہے کہ جنگلی جانوروں کو پکڑا اور کھالیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔کیا تم اسے جو بہتر ہے اس سے بدلنا چاہتے ہو جو ادنیٰ ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ چیزیں دراصل ادنیٰ تو نہیں تھیں۔ ان اشیاء کو تو نبی کریم ﷺ بھی کھایا کرتے تھے بلکہ اگر گوشت پکا ہوا ہوتا اور اس میں کدّو ہوتا تو آپ کدّو کو ٹٹول ٹٹول کر نکالتے اور اسے کھالیتے تھے [۳]۔ تو ترکاری کا کھانا کوئی بُرا نہیں ہے۔ اگر بُرا ہوتا تو آپ خود بھی نہ کھاتے اور صحابہ کو بھی منع فرمادیتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی گوشت کم کھایا کرتے تھے اور سبزی کو پسند کرتے تھے۔ گوشت سے ایک گونہ آپ کو نفرت ہی تھی۔

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکومت دینی تھی چونکہ ان کو اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی پر یقین نہ آیا۔ اس لئے انہوں نے چاہاکہ حکومت تو معلوم نہیں کہ ملے یا نہ ملے اور خدا جانے کب ملے گی' کچھ دن روٹی تو آرام سے کھاویں۔ اس لئے کہا کہ ہمیں سبزیاں ترکاریاں چاہئیں اور وہ تو کھیتی کرتے تو اس سے ملتیں۔انہوں نے چونکہ اللہ تعالیٰ کی ایک پیشگوئی کا انکار کیا اس لئے اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہوا اور حکم دیا کہ کسی شہر میں چلے جاؤ وہاں تم کھیتی کرنا۔ وہاں سے تمہیں جو مانگا ہے مل جاوے گا۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا۔ اور چونکہ انہوں خدا کی پیشگوئی کا انکار کیا اور اس پر ایمان نہ لائے بلکہ جلد بازی سے کام لیا اس لئے ذلیل ہوگئے۔اور بجائے اس کے کہ ان کو حکومت ملتی' اب ایک معمولی کسان بننا انہوں

نے پسند کیا۔ ان کو اللہ کے حکم پر ایمان نہ ہوا اور یقین نہ آیا کہ ہمیں سلطنت مل سکے گی اور اپنا بادشاہ بننا ممکن خیال نہ کیا اس لئے پھر ذلیل ہوگئے۔

جو لڑکے کہ پڑھتے ہیں انہیں یقین ہو کہ ایک دن آتا ہے جب ہم کچھ بن جاویں گے تب تو وہ ضرور محنت کرتے ہیں اور پڑھائی ان کو کوئی مشکل نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن جن طلباء کو امید نہیں ہوتی اور یقین نہیں ہوتا کہ ہم علم سے بڑے مرتبہ تک پہنچ سکتے ہیں وہ پھر محنت نہیں کرتے اور اپنا وقت کھیل کود میں ضائع کردیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے خدا کی پیشگوئی پر یقین نہ کیا اور یہ سمجھا کہ موسیٰ غلط کہتا ہے۔ ہمیں کوئی بادشاہت نہ ملے گی اور یہ بات ان کے دلوں میں اس لئے آئی کہ وہ رسول کا مقابلہ کرتے تھے۔

کسی بزرگ یا مأمور من اللہ کا مقابلہ کرنا بہت خطرناک ہے۔ مقابلہ کرنے والے کا ایمان آہستہ آہستہ سلب ہوجاتا ہے۔ حضرت صاحب نے اس پر مفصّل بحث تریاق القلوب میں کی ہے۔ جو شخص کسی مأمور من اللہ کا مقابلہ کرتا ہے اس کے دل پر ایک سیاہی آجاتی ہے۔ اور جوں جوں وہ مقابلہ کرتا چلا جاتا ہے توں توں اس کے دل کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے۔ اور اس کا ایمان آہستہ آہستہ سلب ہوتا جاتا ہے۔ اور اگر وہ مقابلہ پر اڑا رہے تو آخر کار اس کا ایمان بالکل سلب ہوجاتا ہے اور اس کا دل بالکل سیاہ ہوجاتا ہے۔ یہ معاملہ صرف کسی ایک بزرگ یا مأمور سے خصوصیت نہیں رکھتا بلکہ کل انبیاء کا یہی حال ہے جو ان کا مقابلہ کرے گا اس کا ایمان سلب ہوجائے گا۔ بعض لوگوں نے سلب ایمان اور کفر میں فرق بتایا ہے۔ یہ غلط بات ہے۔ حضرت صاحب نے تریاق القلوب میں بتادیا ہے کہ ایک آدمی کس طرح کافر بنتا ہے۔ وہ پہلے اللہ تعالیٰ کے کسی نبی کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ اس سے نور ایمان چھین لیا جاتا ہے اور جوں جوں وہ مقابلہ میں دلیری سے کام لیتا ہے اور بڑھتا ہے آہستہ آہستہ اس سے نیکی کی توفیق بالکل اٹھالی جاتی ہے۔ عبدالحکیم کو دیکھ لو۔ جب وہ احمدی جماعت میں تھا تو اس کی اور حالت تھی۔ لیکن جب اس نے ارتداد اختیار کیا اور آپ کا (حضرت مسیح موعودؑ) کا مقابلہ کیا تو پھر اس سے اعمال صالحہ کی توفیق اٹھالی گئی۔

یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا۔ یہ اس کا بدلہ ہے جو مأمور کی نافرمانی کی اور اس کا مقابلہ کیا۔ اس سے تدریجاً آہستہ آہستہ اس کا ایمان سلب ہوتا گیا یہاں تک کہ بالکل ہی

اس سے ایمان اٹھ گیا- بہت سے لوگ اس لئے نہیں مانتے کہ اگر مانیں گے تو بہت سی باتیں ترک کرنی پڑیں گی- اس لئے پھر وہ نبی کا مقابلہ کرتے ہیں اور جب مقابلہ کیا تو جو کچھ وہ کرتا ہے اس کے بھی ضرور خلاف کرنا ہوا- اس لئے وہ پھر ایمان سے محروم ہوجاتے ہیں- پہلے انسان حد سے بڑھتا ہے- پھر نبی کا مقابلہ کرتا ہے اور پھر آخر کار آیات اللہ سے بالکل انکار کرتا ہے- پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خیر و شر میں تمیز نہیں کرسکتا -جیسا کہ بچہ ایک عمدہ سے عمدہ چیز کی بجائے روٹی ہی پسند کرتا ہے- ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو فرمایا ہے کہ ہم تمہیں انعام دیں گے اور تمہیں بڑی بڑی نعمتوں کا وارث کریں گے مگر یاد رکھو کہ ساتھ ہی اس کے کچھ دنیاوی لالچ بھی ہوں گے مگر ہوشیار رہنا ان لالچوں میں نہ پڑجانا- صلح حدیبیہ میں مسلمانوں میں بعض کمزور ایمان والوں کو ٹھوکر لگی اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اب یہ ایک موقع تھا جو ہاتھ سے نکل جائے گا- اس میں اگر جنگ کرتے تو فتح کرلیتے مگر اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں کو وہ نہیں سمجھ سکتے تھے- دیکھو آخر کار وہی صلح فتح کا موجب ہوئی- ہماری جماعت میں بھی بعض لوگوں کو ٹھوکر لگی ہے- اور وہ ٹھوکر سیاست کے متعلق لگی ہے- حضرت صاحب کی تعلیم یہ ہے کہ سیاست کو چھوڑ کر تم دین میں لگ جاؤ- اسی سے متعلق تم کو سیاست بھی حاصل ہوجائے گی- مگر لوگوں نے اسے سمجھا نہیں-دین میں لگنے سے وہ باتیں جو سیاست سے بھی حاصل نہیں ہوسکتی تھیں وہ مل سکتی ہیں- مسلمانوں نے اگر زیادہ سے زیادہ سیاست میں کچھ حصہ لیا تو انہیں یہی کچھ ملا کہ وہ معمولی عہدوں پر رکھ لئے گئے' کوئی بڑا عہدہ ان کو نہیں ملا-لیکن اس کے مقابل پر اگر انبیاء کی تعلیم پر چلا جاوے تو تھوڑے دنوں میں کامیابی حاصل ہوجاوے-

برخلاف اس کے دیکھ لو کہ جو لوگ سیاست میں مشغول ہوتے ہیں وہ دین سے غافل ہوجاتی ہیں- سیاست دراصل کوئی بری چیز نہیں ہے- لیکن اس وقت وہ ہمارے لئے ترقی کی راہ میں روک ہے-اس لئے دین میں ہمہ تن لگ جانا چاہیئے سیاست میں پڑنے والوں کی بعینہٖ وہی حالت ہے- کہ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ- دین جو بالکل خیروبرکت تھا اسے چھوڑ کر دنیاوی معالات میں پڑگئے اور دین سے غافل ہوگئے- خداتعالیٰ نے یہ ایک راہ (دین) ترقی کیلئے نکالی تھی- مگر بعض نے سیاست میں حصہ لینا چاہا- اور سیاست میں ضرورت تھی جتھے کی- اس لئے انہوں نے غیراحمدیوں سے ملنا چاہا- اس لئے اپنوں سے جُدا ہوئے ادھر

جن سے ملے ہیں انہوں بھی ان کو قبول نہ کیا اور ابھی سے اُن کو دھکے دینے شروع کردیئے ہیں- اس وقت صرف مذہب ہی ہے جو ترقی دے سکتاہے- اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سیاست سے روک دیا تادین کی طرف سے یہ لوگ غافل نہ ہوجاویں-اور دین کی طرف توجہ کریں اور کامیاب ہوجاویں- اور دیوانوں اور بچوں کی طرح نہ ہوجاویں کہ ایک روٹی کے بدلے ہیرے دے دیں-جو کام کرو اس میں دیکھ لو کہ حقیقی کامیابی کس طرح ہوسکتی ہے- راستے میں بہت سے لالچ ہوتے ہیں ان سے بچ کر رہنا چاہیئے اور احتیاط سے کام لینا چاہیئے- اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی کامیابی عطا فرماوے اور ایسے رستوں سے بچائے جس میں حقیقی کامیابی نہیں مل سکتی-

(الفضل ۹-جولائی ۱۹۱۴ء)

۱؎ البقرۃ:۶۲ ۲؎ المائدۃ:۲۵

۳؎ ترمذی کتاب الاطعمۃ باب ما جاء فی أکل الدبّاء